أَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء معہ ذَیْلُ الْمُدَّعَاء لِأَحْسَنِ الْوِعَاء

کی تسہیل و تخریج شدہ

فضائلِ دُعا

مصنف: رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ المنّان

شارح: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

SC1286

ایسی جگہ بہت غل مچاتے ہیں اور علانیہ کفر کر کے مسلمانوں کو اپنی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں۔ واللہ الهادي.﴾

مسئلہ ۱۰: کسی مسلمان کو یہ بد دعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو، نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔[1]

مسئلہ ۱۱: جو کافر مرا- والعیاذ باللہ تعالیٰ- اس کے لیے دعائے مغفرت حرام ہے۔

قال اللّٰه عزّوجلّ:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ٥ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾[2]

وقد ثبت في "الصحيحين" أنّ سبب نزول هذه الآية قوله صلى

1 "سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في اللعن، الحديث: ٤٩٠٦، ج٤، ص٣٦٢.

2 اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اُس سے کر چکا تھا، پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا (لاتعلق ہوگیا)۔ بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے۔'' (ترجمۂ کنزالایمان)

(پ۱۱، التوبة: ۱۱۳-۱۱۴)

اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لأبي طالب: ((لأستغفرنّ لک ما لم أُنه عنک)).[1]

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی[2] تصریح کرتے ہیں کہ کفار کے لیے دعائے مغفرت کفر ہے کہ آیۂ کریمہ:﴿اِنَّ اللّٰـهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ﴾[3] میں معاذ اللہ کذب قولِ الٰہی چاہتا ہے۔[4]

قال الرضاء: یعنی اگر کفار کی مغفرت اوران کا دوزخ سے نجات پانا شرعاً جائز مانتا ہے تو بیشک مُنکِرِ نُصُوصِ قاطِعَہ ہے ورنہ یہ کلمہ حرام وناروا ہے کہ اس سے انکار لازم آتا

---

1 "بخاری" و"مسلم" میں ،موجود ہے کہ مذکورہ آیت کے نزول کی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کے بارے میں یہ فرمانا ہے کہ میں تمہارے لئے اس وقت تک بخشش طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے میرے رب کی جانب سے تمہارے لئے منع نہ کیا جائے۔

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب إذا قال المشرك عند الموت: لاإله إلا اللّٰه، الحديث: ١٣٦٠، ج١، ص١٠٦.

و"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب الدليل على صحة الإسلام ... إلخ، الحديث: ١٢٤، ص ٣١-٣٢.

2 قاہرہ میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار سے متصل علاقہ کو"قرافہ" کہتے ہیں ہیں چونکہ یہ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے اس وجہ سے ان کو قرافی کہتے ہیں۔

3 ترجمۂ کنزالایمان:"اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے۔"(پ٥، النسآء: ١١٦)

4 یعنی: معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کے فرمان کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس نے تو فرمادیا کہ وہ مشرکین کو نہیں بخشے گا اور یہ چاہتا ہے کہ ان کی بخشش ہوجائے۔

"الفروق" للقرافي، الفرق الثاني والسبعون والمأتان، القسم الأول، ج٤، ٤٤٣.

ہے بلکہ عندالتفتیش اسے دو سخت آفتوں کا سامنا ہے، شرعاً محال مان کراب جو استدعا کرتا ہے آیا واقعی وقوع چاہتا ہے یا یونہی لفظ بے معنی بک رہا ہے۔

اوّل میں حق سبحانہ وتعالیٰ سے اس کی خبر کی تکذیب چاہنا،

اور دُوُم عَبَث واِستہزاء ہے اور دونوں کا پہلو معاذ اللہ جانبِ کفر جھکتا ہے۔

بہرحال صورتِ سابقہ یقیناً کفر اور ثانی اَشد حرام، سخت کبیرہ جس سے توبہ وتجدید اسلام ونکاح لازم۔[1]

فافهم فإنّ المقام مزلّة الأقدام وقد أطال الكلام ههنا العلامة الحلبي في "الحلية"[2] ولخّصه في "ردّ المحتار"[3] وزاد، والكلّ غير

---

1 یعنی اگر کفار ومشرکین کی بخشش ونجات کو شرعاً جائز سمجھتا ہے، تو یہ آیات قرآنیہ کے انکار وتکذیب کے سبب کھلا کفر ہے اور اگر شرعاً ان کی مغفرت ونجات کو جائز نہ سمجھتے ہوئے ان کیلئے بخشش کی دعا کرتا ہے تو یہ کفر نہیں البتہ شدید حرام وسخت کبیرہ گناہ ہے کہ اس وجہ سے یہ دو بڑی آفتوں میں مبتلا ہوا پہلی یہ کہ جانتا ہے کہ انکی کسی صورت بخشش نہیں پھر بھی انکی بخشش کی دعا سے انکی واقعی مغفرت کا طلبگار ہے جو انتہائی درجہ کی بے باکی اور خبر خداوندی کا کذب چاہنا ہے یا پھر یونہی فضول بات بک رہا ہے اور معاذ اللہ! اللہ عزوجل سے ٹھٹا اور استہزاء کر رہا ہے اور ان دونوں باتوں میں کفر کا اندیشہ ہے جو سخت حرام لہٰذا اس سے تجدید ایمان ونکاح دونوں لازم ہیں۔

2 وهي: "الحلبة" أي: "حلبة المجلّي شرح منية المصلّي" ولكن في بلادنا معروفة بـ"الحلية".

"الحلبة"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۵۵-۲۵٦.

3 "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد ... إلخ، ج۲، ص۲۸۸-۲۸۹.